5/س

17032/1253

دار الافتاء
فتوی نمبر ٩٧/١٤٤٦
مورخہ ______

Date: ______

معزز و محترم مفتیانِ کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از سلام مسنون، مندرجہ ذیل صورتوں کی شرعی حیثیت سے آگاہی مطلوب ہے۔ مناسب ہوگا کہ ان صورتوں سے پہلے تمہیدی طور پر چند چیزوں کی وضاحت کر دی جائے، تاکہ مسئلہ کی صحیح صورت حال سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

مسئلہ، ہمارے علاقے میں عام طور پر جہالت، اور غفلت کی وجہ سے میراث کی باقاعدہ تقسیم نہیں ہوتی۔ اگر تقسیم ہو بھی تو صرف زمین کی تقسیم ہوتی ہے۔ وہ بھی شرعی نقطۂ نگاہ نہیں بلکہ (کیف) والد یا خاندان کا کوئی اور آدمی تقسیم کر دے۔ مزید برآں اس تقسیم میں بھی مؤنث اولاد شامل نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کو کچھ نقد دے کر یا بغیر نقد دیے ہی عدالت میں، بیٹوں کے حق میں بیان دلوا دیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے بھائیوں کو ہبہ کر دیتی ہیں۔

شق ب، ہمارے آباؤ اجداد نے مختلف حرفتوں والے لوگوں کو اپنی مملوکہ زمین میں بسایا ہے۔ اس شرط پر کہ وہ لوگ مختلف خدمات انجام دیں گے۔ اس کے بعد وہ زمین ان خدمات کے عوض ان بسائے گئے لوگوں کی مملوکہ ہو جاتی جو ان کے لیے ابتدائی طور پر متعین ہوتی تھی۔

مثلاً زید نے خالد کو (جو لوہار ہے، اور لوہے کے اوزار بناتا ہے) اپنی زمین میں بسایا۔ اور (دس) کنال زمین اسکو ہبہ کر دی۔ اب یہاں رہو یہ زمین تمہاری ہے۔ مکان تعمیر کرو، اور اوزار بنانے کا کام کرو۔ اگر میرے گھر میں یا میرے خاندان میں کوئی بھی تقریب ہوئی، مثلاً شادی بیاہ وغیرہ تو مذکورہ لوہار (اوزار بنانے والے کو) مختلف خدمات کے لیے بروئے کار لایا جائے گا۔ مثلاً کھانا پکانا، برتن دھونا، اسی طرح دیگر لوگوں کو بھی بسایا جاتا تھا جیسے موچی، نائی، ترکھان وغیرہ۔

(ج) اس زمانے میں ان حرفتوں والے لوگوں کو زمین کا مالک بنانا بکثرت رائج تھا، مگر بلا کسی تحریر کے، بلا کسی دستاویز کے، سب کچھ زبانی ہوتا تھا۔ اب مذکورہ حرفتوں والے لوگ (جن کو زمین ہبہ کی گئی ہے) شرط کے مطابق زندگی گزار کر دنیا سے چل بسے، یعنی وہ اپنے ذمے سپرد شدہ خدمات کو اچھے طریقے سے نبھاتے رہے۔ اب نہ واہب ہے نہ موہوب لہ۔ موہوب لہ کے جانے کے بعد اسکی اولاد بھی بطور مالک زندگی بسر کر رہی ہے۔ دوسری طرف واہب کی یا اولاد زندہ ہے یا اولاد کی اولاد، یعنی (پوتے) موہوب لہ کی بھی اولاد یا اولاد کی اولاد زندہ ہے۔ اور انکو ہمارے عرف میں مالک سمجھا جاتا ہے۔

(د) اب چونکہ ضروریات بڑھنے کی وجہ موہوب لہ کی اولاد بھی اپنا سابقہ پیشہ چھوڑ کر، مختلف کام کرتی ہے۔ اب ان شرائط کا پورا کرنا اور اسکے عوض میں ملنے والی روزی، روٹی پر کفایت کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔ ان ذرائع سے پیٹ پالنا ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ اس تمام وضاحت کے بعد چند امور پر جانکاری درکار ہے۔

نمبر I میراث کی اس غیر شرعی تقسیم، جس میں ورثاء کا راضی ہونا معلوم نہیں، اور اب معلوم کیا بھی نہیں جا سکتا، مذکورہ ہبہ پر ہبہ کے احکام مرتب ہونگے یا نہیں؟

0390

"ورق الٹیے"

Quality Paper Products

Date: ____________

نمبر 2 اگر یہ موہوبہ زمین قانوناً موہوب لہ کے نام پہ نہ ہو بلکہ واہب کی اولاد کے نام ہی منتقل ہو گئی ہو یا پھر واہب کے ورثاء نے اپنے نام خود کروائی ہو۔ اب واہب کے بیٹے یا پوتے بذریعہ عدالت یا طاقت کے بل بوتے پر زمین پر اپنا قبضہ لینے کا اختیار رکھتے ہیں یا نہیں؟

اگر عدالت واہب کی اولاد کے لیے فیصلہ کر دے، ایسی صورت میں وہ زمین کے مالک ہو جائیں گے یا نہیں؟ جبکہ موہوب لہ نے اس زمین کو اپنی ملک سمجھ کر درجنوں مکانات تعمیر کیے۔ اسکی اولاد نے بھی اپنی ہی ملک سمجھ کر آباد کاری کی اور گھر بنا ڈالے، درخت لگائے، زمین کھیتی باڑی کے لیے ہموار، اور اسی آس پہ آباد رہے کہ اب یہ زمین ہماری ہے۔ اس صورت میں کیا ورثاءِ واہب کو زمین واپس لینے کا حق ہے؟

نمبر 3 اب اگر ایک ایسا آدمی جو سینکڑوں سال بیت جانے کے بعد اپنی طاقت یا اور تعلقات کی بناء پر ایسے لوگوں سے زمین چھین لے، یا آئے دن اُن کی اذیت رسانی کا سبب بنے اور مالی طور پر ان کو نقصان پہنچائے، مثلاً عدالتوں کے چکر، دھونس دھمکی، وغیرہ۔ معاشرے کے بااثر افراد ایسے شخص سے کیا رویہ اختیار کریں۔

امر مطلوب آیا ہبہ سے رجوع ممکن ہے یا نہیں؟ جبکہ نہ ان خدمات کا مثل موجود ہے۔ اور نہ ہی عاقدین زندہ ہیں۔ تسلی بخش جواب سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی محمد ارشاد خان،
تحصیل دھیرکوٹ ضلع باغ، گاؤں کنیالہ گھوڑ بکھر آزاد کشمیر،
فون نمبر

دار الافتاء

(جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

Quality Paper Products

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصليا

(۱)۔۔۔۔جواب سے پہلے اصولی طور پر چند باتیں سمجھنا ضروری ہیں :

۱۔ میراث میں ملنے والی چیزوں یا جائیداد میں سے تقسیم سے پہلے کسی کو کچھ ہبہ کرنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر تمام ورثاء کی رضامندی سے کوئی چیز ہبہ کی جائے تو جائز ہے۔

۲۔ میراث کی تقسیم شرعی کے بعد ہر وارث کو اپنے حصے سے ہبہ کرنا جائز اور درست ہے۔

۳۔ اگر بعض ورثاء میراث سے اپنا حصہ لینے کے بجائے کچھ نقدی یا سامان پر صلح کرلیں، تو باقی ورثاء کے لئے میراث آپس میں تقسیم کرنا جائز ہے۔ اور اس سے ہبہ کرنا بھی درست ہے۔

اس تمہید کے بعد اصل جواب ملاحظہ ہو

صورتِ مسئولہ میں اگر اہلِ حرفت کو زمین دیتے وقت اسمیں شریک تمام ورثاء کو میراث میں سے انکا حصہ یا اس کا عوض مل گیا تھا یا میراث کی تقسیمِ شرعی نہیں ہوئی تھی مگر تمام ورثاء ان اہلِ حرفت کو اس جائیداد میں سے ہبہ کرنے پر راضی تھے تو اس صورت میں یہ ہبہ صحیح ہو گیا تھا، اور اب واہب کے ورثاء کو اہلِ حرفت کی اولاد سے زمین لینے کا حق نہیں ہوگا، البتہ اگر اہلِ حرفت کو زمین دیتے وقت اس میں شریک تمام ورثاء کو انکا حق یا اس کا عوض نہیں ملا تھا اور نہ وہ ہبہ کرنے میں شریک تھے تو اس صورت میں ہبہ صحیح نہیں ہوا اور ورثاء کو ان اہلِ حرفت کی اولاد سے یہ زمین لینا جائز ہوگا۔ البتہ واپس لینے کے بعد اسمیں واہب کے تمام شرعی ورثاء عورتوں سمیت شریک ہونگے، اور اگر وہ یا ان میں سے کچھ زندہ نہ رہے ہوں تو انکی وفات کے وقت انکے جو ورثاء زندہ تھے وہ سب متوفی کے ترکے میں شریک ہونگے، لہذا دعوی ان سب لوگوں کی طرف سے ہونا چاہئے جو اس زمین میں بطور وراثت حصہ دار تھے۔

حاشية ابن عابدين – (۸ / ٤٢٤)

ومنها أن يكون مملوكا للواهب فلا تجوز هبة مال الغير بغير إذنه لاستحالة تمليك ما ليس بمملوك للواهب كذا في البدائع۔۔۔ وفي الفصولين أيضا وهبا من واحد دارا جاز إذا سلماه جملة وقبض فلا شيوع

الدر المختار – (٥ / ٦٨٨)

(و) شرائط صحتها (في الموهوب أن يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير مشغول) كما سيتضح

حاشية ابن عابدين – (٨ / ٤٢٤)

وهبة المشاع فيما لا يحتمل القسمة تجوز من شريكه ومن غيره وفيما يحتملها لم تجز لا من شريكه ولا من أجنبي

حاشية ابن عابدين – (٥ / ٦٩٢)

قوله (فإن قسمه) أي الواهب بنفسه أو نائبه أو أمر الموهوب له بأن يقسم مع شريكه كل ذلك تتم به الهبة كما هو ظاهر لمن عنده أدنى فقه

تأمل رملي

والتخلية في الهبة الصحيحة قبض لا في الفاسدة

جامع الفصولين

قوله (ولو سلمة شائعا الخ) قال في الفتاوى الخيرية ولا تفيد الملك في ظاهر الرواية

قال الزيلعي ولو سلمه شائعا لا يملكه حتى لا ينفذ تصرفه فيه فيكون مضمونا عليه وينفذ فيه تصرف الواهب ذكره الطحاوي وقاضيخان وروي عن ابن رستم مثله وذكر عصام أنها تفيد الملك وبه أخذ بعض المشايخ ا هـ

ومع إفادتها للملك عند هذا البعض أجمع الكل على أن للواهب استردادها من الموهوب له ولو كان ذا رحم محرم من الواهب

قال في جامع الفصولين رامزا لفتاوى الفضلي ثم إذا هلكت أفتيت بالرجوع للواهب هبة فاسدة لذي رحم محرم منه إذ الفاسدة مضمونة على ما مر فإذا كانت مضمونة بالقيمة بعد الهلاك كانت مستحقة الرد قبل الهلاك ا هـ

وكما يكون للواهب الرجوع فيها يكون لوارثه بعد موته لكونها مستحقة الرد ويضمن بعد الهلاك كالبيع الفاسد إذا مات أحد المتبايعين فلورثته نقضه لأنه مستحق الرد ومضمون بالهلاك

ثم من المقرر أن القضاء يتخصص فإذا ولى السلطان قاضيا ليقضي بمذهب أبي حنيفة لا ينفذ قضاؤه بمذهب غيره لأنه معزول عنه بتخصيصه فالتحق فيه بالرعية نص على ذلك علماؤنا رحمهم الله تعالى ا هـ ما في الخيرية

وأفتى به في الحامدية أيضا والتاجية وبه جزم في الجوهرة والبحر

دار الإفتاء

ونقل عن المبتغى بالغين المعجمة أنه لو باعه الموهوب له لا يصح وفي نور العين عن الوجيز الهبة الفاسدة مضمونة بالقبض ولا يثبت الملك فيهـــا إلا عند أداء العوض نص عليه محمد في المبسوط وهو قول أبي يوسف إذ الهبـــة تنقلب عقد معاوضة ا هـــ

وذكر قبله هبة المشاع فيما يقسم لا تفيد الملـــك عنـــد أبي حنيفـــة وفي القهستاني لا تفيد الملك وهو المختار كما في المضمرات وهذا مروي عـــن أبي حنيفة وهو الصحيح ا هـــ

فحيث علمت أنه ظاهر الرواية وأنه نص عليه محمد ورووه عن أبي حنيفة ظهر أنه الذي عليه العمل وإن صرح بأن المفتى به خلافه ولا ســيما أنـــه يكون ملكا خبيثا كما يأتي ويكون مضمونا كما علمته فلم يجـــد نفعـــا للموهوب له فاغتنمه وإنما أكثرت النقل في مثل هذه لكثرة وقوعها وعدم تنبيه أكثر الناس للزوم الضمان على قول المخالف ورجاء لدعوة نافعـــة في الغيب

الدر المختار - (٥ / ٦٤٢)

(أخرجت الورثة أحدهم عن) التركة وهي (عرض أو) هي (عقـــار بمال) أعطاه له (أو) أخرجوه (عن) تركة هي (ذهب بفضة) دفعوها له (أو) على العكس أو عن نقدين بهما (صح) في الكل صرفا للجـــنس بخلاف نسبه (قل) ما أعطوه (أو كثر) لكن بشرط التقابض فيما هـــو صرف۔

(۲ج)۔۔۔سوال نمبر (۱) کے جواب میں مذکور تفصیل کے مطابق اگر ہبہ صحیح ہو گیا تھااور زمین موہوب لہ کی ملکیت میں داخل ہو چکی تھی، تو واہب کی اولاد کیلئے مذکورہ زمین کو بذریعہ عدالت یاطاقت موہوب لہ سے لینا جائز نہیں۔اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بذریعہ عدالت یا طاقت اس زمین کوموہوب لہ سے لینے پر اصرار کرے تو معاشرے کے بااثرافراد کاان سے میل جول اور بے تکلفانہ تعلقات ختم کرنامناسب ہے تاکہ اس کواس فعل پر شرمندگی وندامت ہواوراپنے اس ناجائز فعل سے باز آجائے۔

سنن أبي داود - (٣ / ٣٢٨)

دار الافتاء

حدثنا محمد بن كثير أخبرنا سفيان عن هشام بن عروة عن عروة عن زينب بنت أم سلمة عن أم سلمة قالت قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- « إنما أنا بشر وإنكم تختصمون إلى ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض فأقضى له على نحو ما أسمع منه فمن قضيت له من حق أخيه بشىء فلا يأخذ منه شيئا فإنما أقطع له قطعة من النار.

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح – (١١ / ٤٠٠)

وفيه دلالة على أن حكم الحاكم لا يحل حراما فإذا شهد شاهد زور لإنسان بمال فحكم به الحاكم لم يحل للمحكوم له ذلك المال.

الدر المختار – (٥ / ٤٠٥)

(وينفذ القضاء بشهادة الزور ظاهرا وباطنا) حيث كان المحل قابلا والقاضي غير عالم بزورهم (في العقود) كبيع ونكاح (والفسوخ) كإقالة وطلاق لقول علي رضي الله تعالى عنه لتلك المرأة شاهداك زوجاك وقالا وزفر والثلاثة ظاهرا فقط وعليه الفتوى

شرنبلالية عن البرهان (بخلاف الأملاك المرسلة) أي المطلقة عن ذكر سبب الملك فظاهرا فقط إجماعا لتزاحم الأسباب حتى لو ذكرا سببا معينا فعلى الخلاف إن كان سببا يمكن إنشاؤه وإلا لا ينفذ اتفاقا كالإرث

حاشية ابن عابدين – (٥ / ٤٠٦)

قوله (كالإرث) فإنه وإن كان ملكا بسبب لكنه لا يمكن إنشاؤه فلا ينفذ القضاء بالشهود زورا فيه باطنا اتفاقا بحر .

في التفسير المظهري : [الأنفال :٧٢]

{وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ} نفي لولايةمن لم يهاجر من المومنين بمعني النهي لأجل فسقهم بترك فريضة الهجرة ومنه يظهر انه يكره للمومن ولاية المومن الفاسق مالم يتب.

فتح الباري – ابن حجر – (١٠ / ٤٩٧)

(قوله باب ما يجوز من الهجران لمن عصى)

أراد بهذه الترجمة بيان الهجران الجائز لأن عموم النهي مخصوص بمن لم يكن لهجره سبب مشروع فتبين هنا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها----قال المهلب غرض البخاري في هذا الباب أن يبين صفة الهجران الجائز وأنه يتنوع بقدر

الجرم فمن كان من أهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمـة كمـا في قصة كعب وصاحبيه ـــــ واللہ اعلم بالصواب

بندہ سید شجاعت علی شاہ عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۳۰- جمادی الثانیہ- ۱۴۳۳ھ

۲۱- مئی- ۲۰۱۲ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۳۰-۶-۳۳ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۳۰/۶/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۳۰/۶/۳۳ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۱/۷/۱۴۳۳ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۹۷/۱۳۳۶
مورخہ ۱/۷/۳۳ھ
۲۳/۵/۱۲